پندرھواں باب

جِنّات ایمان لے آتے ہیں

۱۰۶ نخلہ کے مقام پر جنّات کا قرآن سننا

۱۰۷ نو مسلم جنوں کی اپنی قوم کے لوگوں میں تقریر

۱۰۸ انعامات اور عذاب کے معاملے میں اللہ کی سنت

۱۰۸ مساجد میں غیر اللہ کو پکارنا ناروا ہے

۱۰۹ اہلِ کفر کا عددی اکثریت پر بھروسہ ناپائیدار ہے

پندرھواں باب

جِنّات ایمان لے آتے ہیں

نخلہ کے مقام پر جنّات کا قرآن سننا

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ علی الصبح اپنے چند اصحاب کے ساتھ بازارِ عکاظ کی جانب تشریف لے جارہے تھے، راستے میں نخلہ کے مقام پر آپؐ نے صبح کی نماز پڑھائی، اس وقت مشرک جنوں کا ایک گروہ اُدھر سے گزر رہا تھا، تلاوت کی آواز سن کر ٹھہر گیا اور غور سے قرآن سنتا رہا۔ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ پر ایمان لے آیا اور اپنی قوم میں واپس جاکر اسلام کی دعوت پر ایک عمدہ تقریر کی اس واقعہ کا اور تقریر کا ذکر سُورَةُ الجِنّ میں کیا گیا[۲۲]۔

۴۱: سُوْرَۃُ الْجِنّ [۷۲:۔۔۲۹ تَبٰرَكَ الَّذِیْ]

اللہ تبارک و تعالیٰ نے جنوں کے ایمان لانے کے اِس واقعے اور اپنی قوم کے ساتھ اُن کی اس گفتگو سے رسول اللہ ﷺ کے مخاطبین کو سمجھایا ہے کہ ایمان لے آنا ہی عقل کا اور دلیل کا تقاضا ہے، اور ساتھ ہی یہ آیاتِ مبارکہ اہلِ ایمان کو تسلی دیتی ہیں کہ اگر یہ معاندین حق بات کو نہیں مان رہے تو کیا ہوا، جنات..... جنھیں یہ نادان مشرک پوجتے ہیں وہ تک آپ ﷺ پر ایمان لا رہے ہیں۔ آیئے ذرا اس سورہ کے مضامین و مطالب کا مطالعہ کریں!

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اے نبیؐ لوگوں کو بتایئے کہ، میرے اللہ نے مجھے وحی کے ذریعے اطلاع دی ہے کہ جِنّوں کے ایک گروہ نے قرآن کو غور

سے سُنا پھر جاکر اپنی قوم کے لوگوں کے سامنے تقریر کی: سُوْرَۃُ الْجِنّ

---

۲۲ سورۃ الاحقاف میں جنوں کے جس قرآن سننے کے واقعہ کا تذکرہ ہے وہ واقعہ طائف سے واپسی پر گیارہویں سال نبوت کا ہے، دونوں واقعات کو خلط ملط نہیں ہونا چاہیے۔

نومسلم جنوں کی اپنی قوم کے لوگوں میں تقریر

ہم نے ایک بڑے ہی عمدہ کلام 'قرآن' کو سُنا ہے۔ اِنَّا سَمِعۡنَا قُرۡاٰنًا عَجَبًا ۙ﴿۱﴾ یَّهۡدِیۡۤ اِلَی الرُّشۡدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَ لَنۡ نُّشۡرِكَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا ۙ﴿۲﴾ جو سیدھے راستے کی جانب رہ نمائی کرتا ہے چناں چہ ہم تو اُس پر فوراً ایمان لے آئے ہیں اور اب ہم ہر گز اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ لوگو! آج تک ہمارے نادان لوگ اللہ کے بارے میں بہت ناز یبا غلط باتیں بناتے رہے ہیں کہ اُس نے کسی کو بیوی یا بیٹا بنایا ہے۔ نہیں ہر گز نہیں، بس بہت ہو گیا ہم باز آئے اِن باتوں سے، ہمارے رب کی شان اِن بے ہودہ باتوں سے بہت اعلیٰ وارفع ہے! ہم تو اپنے لیڈروں پر بے جا اعتماد کی وجہ سے یہ سمجھتے تھے کہ انسان اور جنوں کے 'لیڈرانِ گرامی' اللہ کے بارے میں کبھی جھوٹ نہیں بول سکتے۔ معاملہ یہ ہے کہ اللہ کے بعض باغی جاہل و مشرک انسان جِنوں سے مدد اور پناہ مانگا کرتے تھے، جب کہ ہم ہر گز کسی کو پناہ دینے کے قابل نہ تھے مگر انسانوں کی اس نادانی نے اِس طرح ہمارا [جِنّوں کا] غرور اور زیادہ بڑھا دیا۔

لوگو سنو! انسانوں نے بھی وہی گمان کیا تھا جو ہمارا تھا کہ اللہ کسی کو اپنا نمائندہ [رسول] بنا کر دنیا میں نہ بھیجے گا۔ کچھ عرصہ قبل تک تو ہم سُن گُن لینے کے لیے آسمان میں بیٹھنے کی جگہ پا لیتے تھے مگر آج کل ہم نے آسمانوں میں پہرے داروں کی فوج کو پایا اور شہابوں [سیّاری پتھروں] کی بارش دیکھی، ضرور دنیا میں کوئی انوکھا واقعہ ہو گیا ہے! اب جو بھی چوری چھپے سُننے کی کوشش کرتا ہے وہ اپنے تعاقب میں ایک [ڈرون سے پھینکے ہوئے راکٹ کی مانند] شہابِ ثاقب کو برستا ہوا پاتا ہے ہماری سمجھ میں نہ آتا تھا کہ راز کیا ہے؟ زمین والوں کے ساتھ کوئی بُرا معاملہ کرنے کا ارادہ کیا گیا ہے یا اُن کا رب انھیں راہِ راست دکھانا چاہتا ہے؟ لیکن محمد ﷺ کی زبانی اس قرآن کو سننے کے بعد معاملہ سمجھ میں آگیا کہ زمین پر اللہ نے اپنے رسول کو مبعوث کر دیا ہے اور اللہ کا دین ہی حق ہے اُسی کو غالب آنا ہے سو ہم تو ایمان لے آئے، پس تم لوگ بھی ایمان لے آو۔

ہم میں سے کچھ لوگ صالح ہیں اور کچھ نہیں ہیں، ہم طرح طرح کے گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ ہم سب کو چاہیے کہ یہ بات جان لیں کہ نہ زمین میں ہم اللہ کو عاجز کر سکتے ہیں اور نہ بھاگ کر اُسے

ہرا سکتے ہیں۔ پس عافیت کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اُس رسول پر جو مکہ میں مبعوث ہوا ہے ہم سب ایمان لے آئیں۔ جو کوئی بھی اپنے رب پر ایمان لے آئے گا اسے کسی حق تلفی یا ظلم کا خوف نہ ہو گا۔

لوگو! ہم میں سے کچھ اللہ کے اطاعت گزار مسلم بن گئے ہیں اور کچھ ابھی تک حق سے دور ہیں تو جنھوں نے اطاعت کا راستہ یعنی اسلام اختیار کر لیا انھوں نے نجات کی راہ ڈھونڈ لی، اور جو حق سے منحرف ہیں وہ ایک بڑی آگ کا ایندھن بننے والے ہیں جو قیامت کے دن دہکائی جائے گی۔ ....

....[مفہوم آیات ۱-۱۵]

دنیا میں اللہ کے انعامات اور عذاب کے معاملے میں اللہ کی سنت

اللہ تبارک و تعالیٰ جنات کی اس تقریر کو قرآن میں بیان کرنے کے بعد نبی ﷺ سے کہتے ہیں کہ آپ مشرکین مکہ کو واشگاف الفاظ میں ڈرایئے اور بتایئے کہ مجھ پر یہ وحی بھی کی گئی ہے کہ :

لوگ اگر توحید اور ایمان پر ثابت قدمی سے چلتے ہیں تو ہم انھیں سامانِ دنیا سے خوب نوازتے ہیں، تاکہ ان دنیاوی نعمتوں سے ان کے ایمان و اخلاص کی آزمائش کریں۔ اور پھر جو نعمتیں پا کر اپنے رب کے ذکر سے منہ موڑے گا اللہ اُسے سخت عذاب میں مبتلا کر دے گا۔ اور یہ کہ مسجدیں تو اللہ کے لیے ہیں، لہٰذا اُن میں اللہ کے ساتھ کسی اور کو حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لیے نہ پکارو۔ اے اہلِ مکہ، اے قریش کے لوگو تمھارا کیا معاملہ ہے کہ جب اللہ کا بندہ [اُس کا رسول ﷺ] مسجد میں اللہ کو پکارنے کے لیے کھڑا ہوا تو تم لوگ اُس کو روکنے کے لیے ٹوٹ پڑے! .... [مفہوم آیات ۱۶- ۱۹]

محولہ بالا آیات میں اُس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جب اس سال کے آغاز میں نبی ﷺ نے کعبۃ اللہ میں نماز کا سلسلہ شروع کیا تھا تو ابوجہل نے آپؐ کو مارنا چاہا تھا اور مکہ کے نادان باسی تماشا دیکھنے کے لیے جمع ہو گئے تھے۔

مساجد میں غیر اللہ کو استعانت کے لیے پکارنا جائز نہیں ہے

سورۂ جن کی پچھلی آیات میں مکہ کے مشرکین کی اس روش پر سخت تنقید کی گئی ہے کہ وہ کعبۃ اللہ میں جو مسجدِ اوّل ہے، اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کی دُہائی دیتے اور مدد کے لیے پکارتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ

محمد ﷺ سے کہلوا رہے ہیں کہ میں تو مدد اور استعانت کے لیے صرف اپنے رب کو پکارتا ہوں۔

> آپ کہہ دیجیے کہ میں تو مدد اور استعانت کے لیے صرف اپنے رب کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ اُس کے حقوق وصفات میں کسی کو شریک نہیں کرتا' اور یہ جان لیا جائے کہ اس دعویٰ نبوت کے پردے میں، میں خود اپنے لیے کسی قسم کے الوہی اختیارات کا دعویٰ نہیں کرتا ہوں. قُلۡ اِنِّیۡ لَاۤ اَمۡلِكُ لَكُمۡ ضَرًّا وَّ لَا رَشَدًا ﴿۲۱﴾ قُلۡ اِنِّیۡ لَنۡ یُّجِیۡرَنِیۡ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ وَّ لَنۡ اَجِدَ مِنۡ دُوۡنِهٖ مُلۡتَحَدًا ﴿۲۲﴾ میں تو اللہ کا بندہ ہوں 'میں تم لوگوں کے لیے نہ کسی نقصان کا اختیار رکھتا ہوں نہ کسی بھلائی کا۔' نقصان اور فایدہ صرف اللہ کے ہاتھ میں ہوتا ہے، مجھے اللہ کی گرفت سے کوئی نہیں بچا سکتا اور نہ میں اُس کے دامن کے سوا کوئی جائے پناہ پا سکتا ہوں۔ میرا کام اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ اللہ کی بات اور اس کے پیغامات پہنچا دوں 'لوگو سنو اب جو بھی اللہ کی اور میری بات نہ مانے گا اس کے لیے جہنّم کی آگ ہے اور انکاری لوگ اس میں ہمیشہ رہیں گے'!...[مفہوم آیات ۲۰ - ۲۳]

اہلِ کفر کا عددی اکثریت پر بھروسہ ناپائیدار ہے

اہلِ کفر کا عددی اکثریت کے بل پر اللہ سے مقابلے کا خیال خام ہے؛ اسی سال کے آغاز کی بات تھی کہ ابو جہل نے محمد ﷺ کو کعبے میں نماز پڑھنے پر جب منع کیا اور نبی ﷺ نے اُسے جھڑک دیا تھا تو اُس نے حیرت سے کہا تھا کہ میرا جتھا بہت بڑا اور مضبوط ہے اے محمدؐ تم کس بل بوتے پر اس طرح مجھ سے بات کرتے ہو۔ آغازِ سال میں تو فوری جواب نہیں دیا گیا مگر یہ سردارانِ قریش [اور تاریخ کے ہر دور میں جاہلیت کے ماروں] کے سوچنے کا ایک انداز [mind-set] تھا اللہ تعالیٰ اس سوچ و فکر کا جواب سورہ جن میں یوں دے رہے ہیں کہ :

> یہ لوگ اپنی اِس روش سے باز نہ آئے تو جب قیامت کے دن اُٹھائے جائیں گے تو انھیں معلوم ہو جائے گا کہ کس کے مددگار کمزور ہیں اور کس کا جتھا تعداد میں کم ہے؟![مفہوم آیات ۲۴]

کفار مکہ کے اس اصرار پر کہ آخر قیامت کب آئے گی؟ اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں :

> قُلۡ اِنۡ اَدۡرِیۡۤ اَقَرِیۡبٌ مَّا تُوۡعَدُوۡنَ اَمۡ یَجۡعَلُ لَهٗ رَبِّیۡۤ اَمَدًا ﴿۲۵﴾ اے نبی ﷺ آپ ان سے

کہہ دیجیے! مجھے ہر گز نہیں معلوم کہ جس قیامت کا وعدہ تم سے کیا جارہا ہے وہ قریب ہے یا میرے رب نے اُس کے برپا کرنے کے لیے کوئی لمبی مدّت مقرر فرمائی ہے۔ وہ عالم الغیب ہے، اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا، سوائے اپنے رسُولوں کے جسے اُس نے غیب کے علم کا کوئی حصہ دینے کے لیے منتخب کر لیا ہو، پھر اُس رسول کے آگے اور پیچھے وہ محافظ فرشتے لگا دیتا ہے تاکہ اللہ جان لے کہ رسولوں نے اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیے۔ اللہ اُن کے پُورے ماحول کا احاطہ کیے ہوئے ہے اور ایک ایک چیز کو اس نے گن رکھا ہے۔!.. [مفہوم آیات ۲۵-۲۸]

یہاں علمِ غیب کے بارے میں ایک اہم اصول کو سمجھ لینا ضروری ہے یعنی یہ کہ غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ وہ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے اور جس قدر چاہتا ہے اس بارے میں مطلع فرما دیتا ہے۔ اگر کوئی شخص علم غیب سے مراد ایسا علم لیتا ہے جو بغیر اللہ کے عطا کیے حاصل ہوا ہو اور قیامت کا بھی اسے یقینی علم ہو تو ایسا کوئی علم اللہ کی مخلوق میں کسی کے پاس نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆